خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

منگل | 13-جنوری 1998ء

روزنامہ الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 48-83 نمبر 11 | منگل 14 رمضان - 1418ھ 13 صلح 1377ہش 13-جنوری 1998ء

خدا تعالیٰ کی راہ میں صدق و وفا دکھلانا ضروری ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

آج کل اس زمانہ میں جب لوگ خدا تعالیٰ کی راہ کو اپنے مصالح کے خلاف پاتے ہیں یا بعض حکام سے ان کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کی راہ سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں جانتے کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کی راہ بہت دشوار گذار ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتارے۔ تب تک وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بے وفا نوکر کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو نوکر صدق اور وفا نہیں دکھلاتا وہ کبھی قبولیت نہیں پاتا۔ اسی طرح جناب الٰہی میں وہ شخص پرلے درجہ کا بے ادب ہے جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھ کر خدا تعالیٰ کو چھوڑتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 22)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نفس کی تین قسمیں ہیں۔ امّارہ۔ لوّامہ۔ مطمئنّہ۔ مطمئنہ کی ایک حالت نفس زکیہ کہلاتی ہے۔ نفس زکیہ بچوں کا نفس ہوتا ہے، جس کو کوئی ہوا نہیں لگی ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے نشیب و فراز سے ناواقف ایک ہموار سطح پر چلتے ہیں۔ نفس امارہ وہ ہے جب کہ دنیا کی ہوا لگتی ہے۔ نفس لوامہ وہ نفس ہے جبکہ ہوش آتا ہے اور لغزشوں کو سوچتا ہے اور کوشش کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے کے لئے دعا کرتا ہے۔ اپنی کمزوریوں سے آگاہ ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ وہ ہوتا ہے جبکہ ہر قسم کی بدیوں سے بچنے کی بفضل الٰہی قوت اور طاقت پاتا ہے اور ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے اپنے آپ کو امن میں پاتا ہے اور اس طرح پر ایک برودت اور اطمینان قلب اس کو حاصل ہوتا ہے کہ کسی قسم کی گھبراہٹ اور اضطراب باقی نہ رہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 269)

دعا کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

جیسے جیسے انسان خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اسے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور یہ بات دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ (کلام الٰہی) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) کہ دعا کرنے والے کے میں قریب ہو جاتا ہوں۔ پس اگر کوئی بات ہے کہ جس سے انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے تو وہ صرف دعا ہے۔

ہاں بعض لوگ نادانی سے اس کا غلط استعمال کر لیتے ہیں۔ بے شک ہر بات اللہ تعالیٰ ہی پوری کرتا ہے اور دعاؤں کو وہی سنتا ہے۔ لیکن جو قانون اس نے باندھے ہوئے ہیں انہیں وہ یونہی نہیں توڑتا مثلاً اس نے پیاس بجھانے کے لئے پانی دیا ہوا ہے تو اس کے محض دعا کرنے سے خود بخود ہی اس کے منہ میں نہیں آ جائے گا اس کے حاصل کرنے کے لئے اس کو صحیح کوشش بھی کرنی پڑے گی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی دعا بتلائی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے کنویں بھی بنائے ہیں۔ تو ہمیں دعا کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قانون بھی بنائے ہوئے ہیں۔ جن کے ماتحت ہمیں دعا کرنی چاہئے۔ اب مثلاً کوئی کہے کہ مانگو جو مجھ سے مانگنا چاہتے ہو تو اس کا یہی مطلب ہو گا کہ اس کے قانون کے ماتحت مانگو نہ کہ اس کے قانون کو توڑتے ہوئے مانگو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قوانین وہ ہیں جو ہماری پیدائش سے بلکہ ہمارے آباؤاجداد کی پیدائش سے بھی پہلے کے ہیں۔

دوسری بات مد نظر رکھنی چاہئے کہ ہر دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں کیونکہ اصل غرض ہماری پیدائش کی یہ نہیں کہ ہمیں مکان مل جائے یا زمین مل جائے یا گھوڑا مل جائے بلکہ اصل غرض تو یہ ہے کہ ہمارے نفس پاک ہوں یہ چیزیں تو عارضی ہیں اور اصل غرض کو پورا کرنے کے لئے یعنی نفس کے تزکیہ کے لئے مصائب و مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ بعض وقت نفس مصائب اور مشکلات کے ذریعہ سے ہی پاک ہوتا ہے۔ مثلاً کہیں مال کا نقصان ہو جاتا ہے۔ کبھی عزت کا نقصان ہوتا ہے۔ کبھی اولاد مرجاتی ہے۔ اب ہر شخص بیٹے کے لئے دعا مانگتا ہے کہ زندہ رہے۔ اگر ہر شخص کی دعا اللہ تعالیٰ اسی طرح قبول کرے کہ اس کا بیٹا ہمیشہ زندہ رہے تو اس طرح تو کسی کا بیٹا بھی کبھی بھی نہیں مرے گا۔ اور دنیا سے اس کا قانون موت جو مقرر ہے اٹھ جائے گا۔ تو ایک تو اس کا قانون ٹوٹتا ہے۔ دوسرے انسان کے نفس کا تزکیہ نہیں ہوتا۔ تو مشکلات بھی کئی حکمتوں کے ماتحت آتی ہیں۔ جب کوئی مصیبت اس کی غفلت کی وجہ سے آتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کی دعا سے ٹلا دیتا ہے۔ لیکن وہ مصیبت جو خدا کی طرف سے اس کی حکمت کے ماتحت آتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نہیں ٹلایا کرتا اور اگر ٹلاتا ہے تو اس وقت جب کہ اس کے ٹلانے کا موقعہ آتا ہے یا اس کا ٹلانا اس کے تقویٰ کے لئے زیادہ مفید ہو۔

(از خطبہ 17- دسمبر 1926ء)

○○○

نکاح

○ مکرم محمد محمود طاہر صاحب شاہد ایم اے ابلاغیات ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ ان کے برادر نسبتی مکرم محمود احمد طور صاحب ابن مکرم رشید احمد صابر صاحب مقیم واشنگٹن امریکہ کے نکاح کا اعلان مولانا عطاء الکریم شاہد صاحب نے ہمراہ مکرمہ انیسہ سعید صاحبہ بنت مکرم ملک سعید احمد صاحب (وفات یافتہ) دار العلوم وسطی ربوہ مبلغ اک لاکھ روپے حق مہر پر دار العلوم وسطی میں فرمایا۔

لڑکی کی طرف سے لڑکی کے بھائی مکرم ملک مسعود احمد صاحب نے وکالت کی۔ مکرم محمود احمد طور صاحب مکرم میاں روشن دین صاحب زرگر رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ کے پوتے ہیں۔

احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 14 دسمبر 1997ء کو خاکسار کے بیٹے حافظ ناصر الدین چوہدری کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جو خاکسار کا پہلا پوتا ہے۔ حضرت صاحب نے اس کا نام رباح الدین دیا ہے۔ نومولود برادرم مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب گورایہ (آف چک نمبر 49 جنوبی سرگودھا) دار العلوم غربی کا پہلا نواسہ ہے اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب ناظر مال خرچ و ناظر اعلیٰ ثانی (وفات یافتہ) کا پڑپوتا ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے نیک خادم دین اور والدین کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک بنائے۔

الفضل کا آئندہ فورم

○ مکرم ڈاکٹر عبد الخالق صاحب خالد گذشتہ چند ماہ امریکہ میں مزید تعلیم و تربیت کے لئے قیام کرنے کے بعد حال ہی میں واپس تشریف لائے ہیں۔ جیسا کہ احباب جانتے ہیں وہ فضل عمر ہسپتال ربوہ مین میڈیکل آفیسر ہیں۔ آئندہ فورم میں خدا نے چاہا تو مکرم ڈاکٹر عبد الخالق صاحب اپنے امریکہ میں قیام کے دوران نئے طبی تجربات سے فورم کے سامعین کو آگاہ کریں گے۔ فورم کی تاریخ ابھی مقرر نہیں کی گئی۔ تاریخ مقرر کی جانے پر اطلاع دی جائے گی۔

(ادارہ الفضل)

اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

13 صلح 1377 ہش 13 جنوری 1998ء

عبادت کیا ہے

یہ بات کہ عبادت کیا ہے ہم سب کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے لگتا ہے۔ اگر ایک اور انسان خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہے تو اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے چاہے اسے اس محبت کے بدلے میں کچھ ملے یا نہ ملے۔ ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا عبادت کے متعلق ایک مختصر سا اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"عبادت کیا ہے جب انتہا درجے کی محبت کرتا ہے' جب انتہا درجے کی امید ہو' انتہا درجے کا خوف ہو' یہ سب عبادت میں داخل ہیں۔ غیر اللہ کی عبادت کا اتنا ہی مفہوم نہیں ہے کہ سجدہ نہ کیا جاوے۔ نہیں بلکہ اس کے مختلف مدارج ہیں۔ اگر کوئی مال سے انتہا درجے کی محبت کرتا ہے تو وہ اس کا بندہ ہوتا ہے۔ خدا کا بندہ وہ ہے جو خدا کے سوا اور چیزوں کی حد اعتدال تک رعایت کرتا ہے۔ دین حق میں محبت اور امید منع نہیں ہے مگر ایک حد تک"۔

معلوم ہوا کہ عبادت دراصل ظاہری طور پر دیکھی جانے والی چیز ہی نہیں بلکہ وہ جذبہ جو دل میں پایا جاتا ہے وہ عبادت کی روح ہے۔ روپے پیسے کو کوئی سجدہ تو نہیں کرتا لیکن جب دل میں اس کی محبت کا جذبہ ہوتا ہے تو جیسا حضرت صاحب نے فرمایا ہے انسان مال و دولت ہی کا بندہ بن جاتا ہے۔ گویا کہ اسی کی عبادت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت بھی صرف ظاہری رسوم سے نہیں بلکہ دل کے انتہائی محبت بھرے جذبے کے ساتھ ہو تو اسے عبادت کہا جاتا ہے ورنہ اسے عبادت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ بظاہر عبادت نظر بھی آئے لیکن وہ حقیقی عبادت نہیں ہوگی۔ اسی لئے حضرت صاحب نے "انتہا درجہ" کے الفاظ استعمال کئے ہیں' انتہا درجے کی محبت کرتا ہے۔ انتہا درجے کی امید رکھتا ہے اور انتہا درجے کا خوف ہے اس کے دل میں۔ یہ ساری چیزیں جذبے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور ان کا حقیقی اظہار صرف اور صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں انتہائی طور پر ان کا جذبہ موجود ہو۔

پس عبادت دراصل دل کے جذبے سے شروع ہوتی ہے' جوں جوں یہ جذبہ بڑھتا ہے عبادت بامعنی ہوتی چلی جاتی ہے اور اس میں محبت بھی ہوتی ہے' امید بھی ہوتی ہے اور خوف بھی ہوتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے لفظوں میں ان چیزوں کا نام تقویٰ بھی ہے۔ انتہائی محبت اور انتہائی خوف جس کے ساتھ انتہائی امید بھی شامل ہو تقویٰ ہی کے پہلو ہیں۔

پس صرف ظاہری طور پر کی جانے والی عبادت کو عبادت نہیں کہا جا سکتا جب تک اس کے ساتھ دل کا انتہائی جذبہ شامل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

جھوٹ پر جھوٹ بولتے جاؤ
ظلمتوں میں ٹٹولتے جاؤ
باندھ رکھی ہیں نفرتیں دل میں
گرہ پر گرہ کھولتے جاؤ
کاش میزان میں کبھی سچ کے
اپنی باتوں کو تولتے جاؤ

ابوالاقبال

○

ہے فکر قلب میں یومِ حساب کی خاطر
گنوائے دن دلِ خانہ خراب کے خاطر

بہت ہے چرچا یہاں جن کی پارسائی کا
وہ جھوٹ بول رہے ہیں ثواب کی خاطر

ہماری بات پہ کیجے گا غور اکیلے میں
ہیں آئے دُور بہت سے جناب کی خاطر

بُجھا کے پیاس ملے گی عجیب سی تسکین
کنویں میں دیکھیں اُتر کے جو آب کی خاطر

نہ شخصیت کو جو بدلے ہے وہ عبادت یوں
فضول بھاگنا جیسے سراب کی خاطر

لگے جو دل کو اگر بات تو کریں تسلیم
لگائیں دیر نہ اِتنی جواب کی خاطر

جب اُس کی ذات ہے ماں باپ سے بھی بڑھ کے شفیق
تو کس لئے ہوں پریشاں عذاب کی خاطر

خراجِ حُسن تو لیتا ہے کچھ نہ کچھ خورشید
یہ ہاتھ زخمی تو ہوگا گلاب کی خاطر

مبشر خورشید

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت 2 روپے 50 پیسے

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

علمی مسائل

اگر تقدیر نہ ہوتی تو پہلا نقصان یہ ہوتا کہ انسان نہ دین میں سکھ پا سکتا نہ دنیا میں۔ میں نے بتایا ہے کہ ایک تقدیر یہ ہے کہ آگ جلائے۔ پانی پیاس بجھائے یعنی وہ احکام جن کے ذریعہ سے خواص الاشیاء مقرر کئے گئے ہیں۔ اسی قاعدہ سے فائدہ اٹھا کر دنیا اپنا کاروبار کر رہی ہے۔ ایک زمیندار گھر سے دانہ لے جا کر زمین میں ڈالتا ہے۔ گویا بظاہر اس کو ضائع کرتا ہے۔ مگر کیوں؟ اس لئے کہ اسے امید ہے کہ اُگ کر ایک دانہ کے کئی کئی دانے بن جائیں گے۔ لیکن اسے یہ امید اور یہ یقین کیوں ہے؟ اس لئے کہ اس کا باپ' اس کا دادا' اس کا پڑدادا جب جب اس طرح کرتا رہا ہے ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اور خدا نے یہ قانون مقرر کر دیا ہے کہ جب دانہ زمین میں ڈالا جائے تو اس کے اُگنے سے کئی دانے پیدا ہو جائیں لیکن اگر یہ قاعدہ مقرر نہ ہوتا بلکہ اس طرح ہوتا کہ زمیندار کو کنک کی ضرورت ہوتی اور وہ کنک بوتا تو کبھی تو کنک اُگ آتی۔ کبھی کیکر اُگ آتا۔ کبھی انگور کی بیل نکل آتی وغیرہ وغیرہ تو کچھ مدت کے بعد زمیندار اس بونے کے فعل کو لغو سمجھ کر بالکل چھوڑ دیتا۔ اور اپنی محنت کو ضائع خیال کرتا اسی طرح اب تو سنار کو یقین ہے کہ سونا جب آگ میں ڈالوں گا تو پگھل جائے گا اور پھر جس طرح اس سے چاہوں گا زیور بنالوں گا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ یہ ہوتا کہ سنار کو کوئی کڑے بنانے کے لئے سونا دیتا اور وہ جب اسے پگھلاتا تو وہ چاندی نکل آتی یا کوئی چاندی دیتا تو وہ پیتل نکل آتی کیونکہ کوئی قاعدہ مقرر نہ ہوتا تو کیا حالت ہوتی۔ یہی کہ بیچارے سنار کو مار مار کر اسی کی ایسی گت بنائی جاتی کہ وہ اس کام کے کرنے سے توبہ کر لیتا۔ اسی طرح لوہار جب لوہے کو گرم کر کے اس پر ہتھوڑا مارتا کہ اسے لمبا کرے۔ لیکن وہ کبھی خود بنتا جاتا۔ کبھی ہاون کی شکل اختیار کر لیتا۔ یا وہ کدال بنانا تو آگے تلوار بن جاتی اور اسے پولیس پکڑ لیتی کہ ہتھیار بنانے کی اجازت تم کو کس نے دی ہے۔ یا اسی طرح ڈاکٹر تپ کے اترنے کی دوائی دیتا لیکن اس سے کھانسی بھی ہو جاتی تو ڈاکٹروں کی کون سنتا اب تو اگر کسی کو کھانسی ہو تو ایک زمیندار بھی کہتا ہے کہ اسے بنفشہ پلاؤ۔ کیونکہ تجربے نے بتا دیا ہے کہ اس سے کھانسی کو فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر یہ قانون مقرر نہ ہوتا بلکہ یہ ہوتا کہ کبھی بنفشہ پلانے سے کھانسی ہو جاتی اور کبھی بخار بڑھ جاتا۔ کبھی قبض ہو جاتی اور کبھی دست آجاتے۔ کبھی بھوک بند ہو جاتی اور کبھی زیادہ ہو جاتی تو کون بنفشہ پلاتا۔ بنفشہ تب ہی پلایا جاتا ہے کہ خدا نے مقرر کر دیا ہوا ہے کہ اس سے خاص قسم کی کھانسی کو فائدہ ہو۔ اسی طرح زمیندار تب ہی غلہ گھر سے نکال کر زمین میں ڈالتا ہے کہ اسے یقین ہے کہ گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتا ہے۔ اگر اسے یقین نہ ہوتا تو کبھی نہ نکالتا وہ کہتا نہ معلوم کیا پیدا ہو جائے گا میں کیوں اس غلہ کو بھی ضائع کروں لیکن اب وہ اس لئے مٹی کے نیچے گندم کے دانوں کو دباتا ہے کہ خدا نے تقدیر مقرر کی ہوئی ہے کہ گندم سے گندم پیدا ہو۔ اسی طرح روٹی کھانے سے پیٹ بھرتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا کہ کبھی ایک لقمہ سے پیٹ بھر جاتا اور کبھی کوئی سارا دن روٹی کھاتا رہتا اور پیٹ نہ بھرتا تو پھر کس کو ضرورت تھی کہ کھانا کھاتا اور کیوں پیسے ضائع کرتا۔ یا گھر میں آگ جلانے سے کھانا پکایا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ ہوتا کہ کبھی سارا دن پھلکا توے پر پڑا رہتا اور آگ جلتی رہتی لیکن وہ گیلے کا گیلا ہی رہتا اور کبھی آٹا ڈالتے ہی جل جاتا اور کبھی سینک لگنے سے پھلکا پکنے لگتا اور کبھی موٹا ہو کر ڈبل روٹی بن جاتا تو کون پھلکے پکانے کی جرات کرتا۔ اسی طرح کبھی ساگ کچا رہتا اور کبھی پک جاتا تو کون پکاتا۔ یا اب معلوم ہے کہ مصری ڈالنے سے چیز میٹھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا کہ کبھی مصری ڈالنے سے میٹھی ہو جاتی۔ کبھی کڑوی۔ کبھی نمکین اور کبھی کھٹی۔ کبھی کسیلی اور کبھی کسی اور مزے کی تو کیا کوئی مصری یا کھانڈ کو استعمال کر سکتا۔ یہ جس قدر کارخانہ عالم چل رہا ہے اس کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ مسئلہ تقدیر ہے۔ خدا تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے کہ میٹھا میٹھے کا مزہ دے کھٹا کھٹے کا مزہ دے۔ آگ سے کھانا پکے۔ روٹی سے پیٹ بھرے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور لوگوں نے اس کا تجربہ کر لیا ہے۔ پس وہ ان باتوں کے لئے روپیہ صرف کرتے ہیں۔ محنت برداشت کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا کا جتنا کاروبار اور جتنی ترقیاں ہیں۔ وہ سب تقدیر کے مقرر ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتی تو یہ دنیا ہی نہ ہوتی۔ اور اس کا کارخانہ نہ چل سکتا۔ پس انسان کی زندگی تقدیر کے ساتھ قائم ہے۔ کیونکہ انسان کھانے پینے اور دوسری ضروریات کے پورا ہونے سے زندہ رہ سکتا ہے اور ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے وہ بھی محنت کرتا ہے۔ جب وہ جانتا ہے کہ میری کوشش کا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا۔ اگر کوئی قاعدہ مقرر نہ ہوتا تو وہ محنت بھی نہ کرتا اور زندہ بھی نہ رہتا۔

فرماتا ہے۔(-) کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ زمین میں ہم نے کسی طرح قسم قسم کی اعلیٰ ترکاریاں اور پھل وغیرہ پیدا کئے ہیں۔ اگر وہ اس پر غور کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ دین کے معاملے میں بھی خدا ایسا ہی کرے گا۔ اور اعلیٰ روحانی نعمتیں بھیجے گا جو روح کی غذا بنیں گی اور اعلیٰ قسم کے انسان پیدا کرے گا۔ جو ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوں گے۔ اور گو یہ لوگ ابھی خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک نہیں کہہ رہے مگر تیرا رب بڑا غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ ضرور ایسی تدبیر کرے گا۔ جس سے دنیا پر اس کی بادشاہت قائم ہو جائے گی اور اس کے رحم کا لمبا سلسلہ انسانوں کے لئے جاری ہو جائے گا......اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تمام نباتات نر و مادہ کی حیثیت رکھتی ہیں یعنی ان میں کچھ نر پودے ہوتے ہیں۔ اور کچھ مادہ اور جب وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں تب فصل پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے ماہرین زراعت کہا کرتے ہیں کہ باغوں میں شہد کی مکھیاں رکھنی چاہئیں کیونکہ وہ نر درخت پر بیٹھ کر اس سے نر کا نطفہ لیتی ہیں اور مادہ درخت پر جا کر رکھ دیتی ہیں جس کی وجہ سے اسے خوب پھل آتا ہے۔(-)

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تمام نباتات آپس میں جوڑا جوڑا ہیں بلکہ (-) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے..... یعنی نر مادہ صرف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں ہیں جمادات میں بھی نباتات میں بھی ہیں اور حیوانات میں بھی ہیں۔ اب تو بعض سائنس دان اس تحقیق میں اتنے بڑھ گئے ہیں کہ وہ دھاتوں میں بھی نر و مادہ کے قائل ہو گئے ہیں۔ ایک سائنسدان کی کتاب میں میں نے پڑھا کہ ٹین بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ٹین نر ہوتا ہے اور ایک مادہ ہوتا ہے اور وہ سبھی ایک دوسرے کے اثر کو قبول کر کے ایک نئی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اس سے بھی اوپر جاتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے اور چیز کے لفظ میں نباتات بھی آجاتی ہے حیوانات بھی آجاتے ہیں۔ جمادات بھی آجاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ذرات عالم اور مجموعہ ذرات عالم بھی آجاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑا بنایا ہے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے سوا باقی ہر چیز کا جوڑا ہے۔ اور کوئی چیز اپنے جوڑے کے بغیر صحیح نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی جس طرح مادی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں انسانی روح خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کا جوڑا ہے اور جب تک الٰہی فضل انسانی روح سے آکر نہ ملے اس وقت تک روحانی نسل کا سلسلہ قائم نہیں ہو سکتا۔

OOO

تقدیر کس طرح ٹل سکتی ہے؟

اب میں بتاتا ہوں کہ تقدیر کس طرح ٹل سکتی ہے۔ اول تقدیر عام طبعی ٹل سکتی ہے۔ مثلاً تقدیر عام طبعی یہ ہے کہ آگ لگے تو کپڑا جل جائے۔ اب اگر کسی کپڑے کو آگ لگائی جائے اور وہ جلنے لگے تو کہا جاوے گا کہ اس پر تقدیر عام طبعی جاری ہو گئی ہے مگر اس وقت کے متعلق ایک اور تقدیر بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر آگ پر پانی ڈال دیا جائے تو وہ اسے بجھا دیتا ہے پس جب پانی آگ پر ڈالا جائے گا تو وہ بجھ جائے گی اور اس طرح ایک تقدیر عام طبعی دوسری تقدیر عام طبعی کو ٹلا دے گی۔ پس تقدیر عام ٹل سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ اس کے مقابل میں ایک دوسری تقدیر کو جاری کر دیا جائے اور اس طرح اسے مٹا دیا جائے۔ اگر کوئی کہے کہ جو مثال دی گئی ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تدبیر نے تقدیر کو ٹلا دیا۔ نہ کہ تقدیر نے تقدیر کو۔ کیونکہ پانی کو انسان ڈالتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر پانی انسان نے ڈالا ہے تو آگ بھی تو بسا اوقات انسان خود ہی دانستہ یا نادانستہ لگاتا ہے پس جس طرح پہلے فعل کو تقدیر کہا جاتا ہے دوسرے فعل کو بھی تقدیر ہی کہا جاوے گا۔ دوسرے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے انسان کا فعل تو تقدیر ہوتا ہی نہیں (سوائے ان صورتوں کے جو بیان ہوئیں) ہماری مراد تو آگ لگنے سے بھی اور اس کے بجھنے سے بھی انسانی فعل کی طرف اشارہ کرنا نہیں بلکہ جلنے اور بجھنے سے بھی انسانی فعل کی طرف اشارہ کرنا نہیں بلکہ جلنے اور بجھنے کی قابلیت سے ہے۔ پس صحیح یہی ہے کہ ایک تقدیر نے دوسری تقدیر کو بدل دیا۔ ورنہ خدا تعالیٰ اگر آگ میں جلانے کی خاصیت نہ رکھتا تو کون کسی چیز کو جلا سکتا اور اگر وہ پانی میں بجھانے کا مادہ نہ رکھتا تو کون اس کے ذریعہ سے آگ کو بجھا سکتا۔

اسی طرح مثلاً اگر ایک شخص زیادہ مرچیں کھا لیتا ہے جو اس کی انتڑیوں کو چیرتی جاتی ہیں اور ان میں خراش پیدا کر دیتی ہیں تو وہ کہتا ہے یہ تقدیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ ایک اور تقدیر سے کام لیتا ہے یعنی گھی یا کوئی اور چکنائی یا لعاب اسپغول کھا لیتا ہے جس سے خراش دور ہو جاتی ہے اور یہ پہلی تقدیر کو مٹا دیتی ہے۔

ایک تقدیر کے مقابلہ میں دوسری تقدیر کے استعمال کرنے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی کا ایک ہاتھ خالی ہو اور دوسرے میں روٹی ہو۔ کوئی شخص خالی ہاتھ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف جائے اور کوئی اسے کہے کہ کیا تم اس آدمی سے بھاگتے ہو؟ وہ یہی جواب دے گا کہ میں اس سے نہیں بھاگتا۔ بلکہ اس کے دوسرے ہاتھ کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔

2- جس طرح تقدیر عام طبعی کو تقدیر عام طبعی سے ٹلایا جاتا ہے۔ اسی طرح اسے تقدیر خاص طبعی سے بھی ٹلایا جا سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کے خلاف دنیاوی اسباب جمع ہو رہے ہوں اور وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکتا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کا جاذب ہو کر اس کی خاص تقدیر کے ذریعہ سے اس کو ٹلا سکتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ ہے۔ تقدیر عام یہ ہے کہ آگ جلائے مگر حضرت ابراہیمؑ کے لئے خاص تقدیر جاری ہوئی کہ آگ ان کو نہ جلا سکے اور وہ آگ کے ضرر سے محفوظ رہے۔

جس طرح تقدیر عام طبعی' تقدیر عام طبعی اور تقدیر خاص طبعی سے ٹل جاتی ہے اسی طرح تقدیر خاص' تقدیر خاص سے بھی ٹل جاتی ہے۔ یہ اس طرح ہوتا ہے کہ کبھی ایک شخص کے لئے اس کے بعض حالات کے مطابق ایک خاص حکم دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے اندر تبدیلی کر لیتا ہے تو پھر اس حکم کو بھی بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اللہ تعالیٰ کے دین کے راستہ میں خاص طور پر روک بن جاتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ اسے موت دی جائے۔ لیکن بسا اوقات وہ شخص اس حکم کے اجراء سے پہلے تائب ہو جاتا ہے یا کسی قدر اصلاح کر لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی پہلے حکم کی منسوخی کا حکم مل جاتا ہے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ تقدیر کے ٹلنے سے خدا کی شان میں تو فرق نہیں آتا؟ اس کا جواب یہ

باقی صفحہ 4 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انور ندیم علوی ایڈووکٹ

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

10- دسمبر 1997ء کو جب ہمارے بچے نصرت جہاں اکیڈمی سے پڑھ کر لوٹے تو انہوں نے بتایا کہ صاحبزادہ مرزا عمر احمد کی بیٹی اور خاندان حضرت بانی سلسلہ کی دوسری بچیاں بہت اداس اور غمزدہ تھیں۔ بعض کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ طبیعت میں سخت بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوئی اور پھر تھوڑے ہی وقت میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی وفات کی خبر پورے ربوہ میں پھیل گئی۔ اہالیان ربوہ اور بیرون ربوہ سے آنے والے احباب ان کے آخری دیدار کے لئے ان کی رہائش گاہ کی طرف رواں دواں تھے۔ دروازے پر استاذی المحترم مرزا ادریس احمد صاحب ملے۔ اداس۔ اداس اور غمزدہ۔ سکول کے زمانے میں آپ سے کیمسٹری پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔ قریباً 30 سال بعد اس طرح اور اس حال میں ان سے ملاقات ہوگی یہ کبھی سوچا نہ تھا۔ حضرت میاں صاحب کا آخری دیدار کیا۔ ایسے لگا جیسے کوئی ہشاش بشاش، صحت مند شخص گہری نیند سو رہا ہو۔ چہرے کی تازگی اور سرخی نے پیرانہ سالی اور بیماری کے اثرات کو مکمل طور پر چھپا رکھا تھا۔ ہماری بڑی آپا بشریٰ علوی کو پھولوں سے بہت لگاؤ ہے۔ بچے جب اپنے اپنے سکول اور کالج چلے جاتے ہیں تو یہ ایک ایک پودے کو۔ ہر ٹہنی اور ہر پتے کو دیکھتی ہیں۔ پانی اور گوڈی کا خیال رکھتی ہیں۔ پھولوں کی بہتات میں پھول چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں سمیت توڑ کر خالی بوتل میں پانی بھر کر گلدستہ بناتی ہیں جو کئی کئی دن تک تر و تازہ رہتا ہے۔ حضرت میاں صاحب کے آخری دیدار کرتے وقت اس اس پر یقین اور پختہ ہو گیا کہ جہاں خلوص، محنت اور دعا ساتھ ساتھ ہو وہاں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے باوجود تازگی اور شگفتگی برقرار رہتی ہے۔

حضرت مرزا منصور احمد صاحب سے براہ راست ملاقات اور رابطے کا سلسلہ کوئی بارہ تیرہ سال سے ہے۔ جب چوہدری عبدالرزاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ راہ مولا میں قربان ہو گئے تو ان کے بعد محترم ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کو امیر ضلع بنایا گیا۔ اس دور میں شعبہ عمومی کے کام میں بہت وسعت پیدا ہو گئی تھی۔ خاکسار اس وقت جنرل سیکرٹری ضلع کے طور پر کام کر رہا تھا۔ کئی دفعہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب سے ضلع کے اہم امور پر راہنمائی اور مشورہ کے لئے ملاقات کی سعادت ملی۔ لہجہ بڑا دھیما۔ مزاج میں سادگی اور امامت کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور اطاعت آپ کی امتیازی خوبیاں تھیں۔ بات کو سمجھنے اور اس کی تہہ تک پہنچنے کی فراست آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ دی تھی۔ بڑی توجہ اور کوشش سے مسائل کو حل کرنے میں دلچسپی لیتے تھے اور پیرانہ سالی کے باوجود نوجوانوں کی طرح کمربستہ رہتے۔ بظاہر الجھے ہوئے امور میں اس طرح راہنمائی کرتے جیسے حسابی فارمولے سے کسی چیز کو حل کر دیا جائے۔

مجلس مشاورت کے دوران آپ کی صدارت میں ہمیں بارہا مشورہ دینے اور بعض امور اور تجاویز پر بولنے کا موقعہ ملا۔ بظاہر لگتا تھا کہ آپ خاموش اور لاتعلق سی کسی اور دنیا میں گم ہیں مگر جونہی کوئی مقرر قواعد سے ہٹا یا غیر متعلقہ امور کی بحث کی طرف چل نکلا تو آپ فوراً اس کو توجہ دلاتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک موقع پر جب ایک تجویز کے بارہ میں میں اس تجویز کو غیر واضح اور مبہم کہنا چاہتا تو میری زبان سے اس تجویز سے متعلق غیر واضح اور "غیر مبہم" کے الفاظ نکل جاتے حضرت میاں صاحب ہر بار میری راہنمائی کرتے۔ اسی طرح ایک دفعہ جب ایک تجویز کے جز "الف" پر بحث چل رہی تھی تو میں نے اپنی باری پر جز "الف" کے ساتھ ساتھ جز "ب" پر بھی بحث شروع کر دی۔ آپ نے فوراً مجھے یاد دلایا کہ ابھی صرف جز "الف" زیر بحث ہے۔

استاذی المحترم مرزا ادریس احمد صاحب اسکول میں ہمیں کیمسٹری پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ایٹم (ATOM) کے بارہ میں بتا رہے تھے کہ اگر ایک ایٹم کو توڑا جائے تو اس سے اتنی توانائی حاصل کی جاسکتی ہے جو کئی لاکھ ٹن کوئلہ جلا کر بھی حاصل نہیں ہوتی۔ اور ایٹم بم اسی توانائی کو محفوظ کر کے بنایا جاتا ہے۔ ہمارے ایک کلاس فیلو نے فوراً سوال کر دیا۔ "سر! پھر آپ پاکستان کے لئے ایٹم بم کیوں نہیں بناتے؟"۔ آپ نے نہایت عاجزی اور انکساری سے جواب دیا۔ "بھئی میں کوئی بڑا سائنسدان نہیں ہوں ایٹم بم بنانے کے کروڑویں حصے کا بھی مجھے علم نہیں۔" حضرت مرزا منصور احمد صاحب سے ذاتی ملاقاتوں کے بعد احساس ہوا کہ استاذی المحترم مرزا ادریس احمد صاحب میں انکساری کی خوبی وارثتاً آئی ہے۔ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد کالج فیلو ہیں۔ کالج میں ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد اور مرزا مسرور احمد صاحب اکثر ساتھ ساتھ ہوا کرتے تھے۔ مکرم ظہیر الدین منصور احمد سے شعر و شاعری کی وجہ سے ہماری بھی بے تکلفی تھی۔ کالج کے زمانے میں تو مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین صاحب خود شعر بھی کہا کرتے تھے۔ بعد میں نہ جانے کیوں دردِ دل کے ذکر یعنی شاعری کو چھوڑ کر دوائے دردِ دل یعنی ڈاکٹری تک محدود ہو گئے۔ خاکسار نے نواب شاہ سندھ میں وکالت شروع کر دی اور مکرم مرزا مسرور احمد صاحب بطور ناظر تعلیم سلسلہ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ بعد میں محترم مرزا مسرور احمد صاحب سے بطور ناظر تعلیم کئی دفعہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ حال ہی میں ہمارے بیٹے اورنگ زیب علوی نے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا مگر ہاسٹل میں جگہ نہ مل سکی اس لئے احمدیہ ہاسٹل میں جگہ کے لئے محترم مرزا مسرور احمد صاحب نے راہنمائی اور مدد کی۔ اپنے ایک عزیز کے تبادلہ کے لئے حاضر ہوا تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے۔ تعارفی خط دیا اور پوری پوری راہنمائی کی۔ جب مذکورہ دوست کا تبادلہ ہو گیا اور میں نے محترم مرزا مسرور احمد صاحب کو شکریہ کی اطلاع دی تو خوشی کا اظہار کیا کہ اس دوست کو سہولت میسر آگئی ہے۔ اسی طرح بعض تعلیمی وظائف کے لئے کچھ مستحق طالب علموں کے کوائف دیئے گئے تو مناسب وقت پر خود فون کر کے اطلاع بھجوائی۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی۔ ان کے دکھوں اور تکلیفوں کو کم کرنے کی اچھی اور نیک روایات حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے اپنے تک ہی محدود نہیں رکھیں بلکہ یہ سلسلہ اسی طرح آگے آپ کی اولاد میں بھی جاری و ساری ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے لمبی۔ فعال اور مقبول خدمت والی عمر پائی۔ دعا ہے مولا کریم آپ کو اپنے قرب کی جنت عطا کرے۔ ان کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

OOO

بقیہ صفحہ 3

ہے کہ نہیں آتا کیونکہ تقدیر کے ٹلانے میں کئی ایک فوائد ہیں۔ اول تقدیر کے بتلانے اور پھر اس کے ٹلانے سے اللہ تعالیٰ کی شفقت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ جب وہ ایک آنے والی مصیبت کا اظہار بندہ پر کر دیتا ہے تو اس سے بندہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور اپنے بچاؤ کے سامان کر لیتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے احسان سے اس مصیبت سے بچ جاتا ہے۔ پس تقدیر کا قبل از وقت بتانا بھی اللہ تعالیٰ کی شفقت پر دلالت کرتا ہے اور پھر اس کا ٹلانا بھی اس کے رحم پر دلالت کرتا ہے۔ اور بجائے نقص کے اس میں فائدہ ہے۔

تقدیر خاص کے ٹلانے میں کہ جو تقدیر عام کے نتیجہ میں نازل نہیں ہوتی بلکہ روحانی حالت کے تغیر پر اس کا نزول ہوتا ہے ایک اور فائدہ بھی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔ اگر غور کیا جائے تو تقدیر خاص کے ٹلانے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کا اظہار ہی نہیں ہوتا (۔) خالی علیم ہونا کوئی چیز نہیں جب تک وہ قادر بھی نہ ہو۔ اس کا قادر ہونا ہی انسان کی محبت کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ پس ایک خبر کے بتائے جانے پر پھر اس کا نہ ٹلنا صرف علم غیب پر دلالت کرے گا قدرت پر نہیں۔ (۔) لیکن جب ایک حکم خاص حالات کے تحت ملتا ہے اور ان حالات کے بدلنے پر وہ حکم ٹل جاتا ہے تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ حکم ایک قادر ہستی کی طرف سے ہے جو ہر ایک مناسب حالت کے مطابق حکم دیتی ہے۔ جیسا جیسا انسان اپنے حال کو بدلتا جاتا ہے وہ بھی اپنی تقدیر کو اس کے لئے بدلتی جاتی ہے اور اس سے اس کی شوکت اور جلال کا اظہار ہوتا ہے اور بندہ کی امید بڑھتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ پکڑتا ہے تو چھوڑ بھی سکتا ہے اور ایک مشین کی طرح نہیں ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص بھی نظر انصاف سے دیکھے گا تو اسے معلوم ہو گا کہ اگر انذاری پیش خبریاں نہ ٹلیں تو خدا تعالیٰ کا قادر ہونا ہرگز ثابت نہ ہو بلکہ یہ معلوم ہو کہ گویا وہ...... ایک بیلنے کی طرح ہے۔ اگر اس میں گنا ڈالا جاتا ہے تو اسے بھی پیل دیتا ہے اور اگر اس کے آقا کا ہاتھ پڑ جائے تو اسے بھی پیل دیتا ہے۔ خواہ کوئی کتنی ہی توبہ کرے اس کا حکم اٹل ہوتا ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اس کی دشمنی ترک کر کے اس کی دوستی کا اختیار کرنا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

شاید اس جگہ کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ اگر اسی طرح پیش خبریاں بدل جاویں تو ان کی سچائی کا کیا ثبوت ہو۔ پھر کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ یہ سب ڈھکوسلا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو پیش خبریاں مخفی اسباب پر دلالت کرتی ہیں یعنی ان میں ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں جن کے اسباب ظاہر میں موجود نہیں ہوتے اور قیاس اور ظن انہی باتوں میں چلتا ہے جن کے اسباب ظاہر ہوں۔ مثلاً ایک شخص بیمار ہو اور اس کی نسبت یہ بتایا جائے کہ وہ مر جائے گا۔ تو اس میں قیاس کا دخل ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسی خبر دی جائے جس کے اسباب ہی موجود نہ ہوں اور پھر اس کے آثار ظاہر ہو جائیں۔ تو پھر خواہ وہ ٹل ہی جائے اسے قیاسی خبر نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس کے ایک حصہ نے اس کے دوسرے حصہ کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔ پس باوجود پیش خبریوں کے ٹلنے کے ان کی صداقت میں شبہ پیدا نہیں ہو سکتا اور وہ پھر بھی دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہوتی ہیں۔

دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ انذاری پیش خبریاں تو اکثر دشمنوں کے لئے ہوتی ہیں اور دشمن بالعموم ضدی اور اپنے خصم پر تمسخر اڑانے والا ہوتا ہے اور اس کے قبل از وقت ڈرانے سے بہت کم فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایسے تو بہت ہی کم ہوتے ہیں جو انذار سے فائدہ اٹھائیں اور ان پر سے عذاب ٹل جائے۔ پس مثلاً پانچ یا دس فی صدی انذاری پیش خبریوں کے ٹل جانے سے کس طرح شبہ پڑ سکتا ہے جب کہ اس کے بالمقابل تمام کی تمام وعدہ والی پیش خبریوں اور نوے یا پچانوے فیصدی انذاری پیش خبریاں پوری ہو کر روز روشن کی طرح اس پیش خبری کرنے والے کی صداقت کی تصدیق کر رہی ہوتی ہیں۔

OOO

کوشش کرو تا متقی بن جاؤ

ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اس نے بار بار مجھے یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرمہ امتہ الباسط ایاز صاحبہ اہلیہ محترم ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، لندن سے لکھتی ہیں۔

مکرم و محترم سیفی صاحب (سلام)

اس سال کی مبارکباد اور بابرکت مہینہ کی مبارکباد اور ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ حاضر ہوں اور دعاؤں کی درخواست کرتی ہوں اللہ کرے کہ یہ دعا۔

فضلِ خدا کا سایہ سر پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

سب کے شامل حال رہے آمین۔ آپ میرے بہت قابل احترام بزرگ ہیں اور میں آپ کی تہہ دل سے قدر اور عزت کرتی ہوں اور اپنے بچوں کو بھی بتاتی رہتی ہوں کہ آپ کیسی عظیم ہستی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں بڑی ہی برکت دے اور لمبی عمر دے آمین۔

ایک بات جس کا دل میں ہر وقت خیال آتا رہتا ہے کہ کاش میں خالہ سکینہ کو ملی ہوتی کیونکہ جب سے ان کی وفات کا علم ہوا ہے اخبار الفضل کا شاید ہی کوئی پرچہ ہو کہ ان کے ذکر سے خالی ہو بلکہ نہایت ہی اعلیٰ اور عمدہ رنگ میں مختلف افراد جماعت، عزیز اور رشتہ دار اور دوستوں کی طرف سے پڑھ کر میرے دل سے تو یہی آواز آتی ہے کہ میں کیوں نہ زندگی میں ایسی ہستی کو مل سکی۔ کبھی خیال آتا ہے کہ شاید آپا اچھی امتہ اللہ خورشید کے ہمراہ کبھی ملاقات ہوئی بھی ہو کیونکہ آپا اچھی مجھے اکثر اپنے ساتھ لے کر ملنے ملانے جایا کرتی تھیں یا کبھی میری امی جان نے مجھے آپا سکینہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے) سے ملوایا ہو گھر میں آپ کا تو اکثر و بیشتر ہی ذکر ہوتا تھا۔ دعوتیں اور پارٹیاں شاید ہی آپ کے بغیر ہوتی ہوں گی جیسا کہ آپ لندن میں میرے گھر آ کر ذکر بھی فرما رہے تھے کہ مولانا ابو العطاء صاحب کو دعوتوں کا بہت شوق تھا یہی بالکل ہو بہو یہ فقرہ حضرت صاحب نے بھی مجھے کئی بار کہہ کر یاد فرمایا ہے مگر ابا جان کی دعوتوں سے ہی ہماری امی جان کو فرصت نہ ہوتی تھی کہ اپنی سہیلیوں کی دعوتیں کریں البتہ عزیز و اقارب کی بہت دعوتیں ہوا کرتی تھیں جن میں خاندان حضرت بانی سلسلہ کی خواتین مبارکہ کے علاوہ بھی اور معززات ہوتی ہوں گی مگر مجھے کبھی یہ یاد نہیں پڑتا کہ خالہ سکینہ سے میرا تعارف ہوا ہو بہرحال میں نے ایک نایاب ہیرے کو نہیں دیکھا جس کی چمک اور قیمتی نصائح سے بہتوں نے فائدہ اٹھایا اور محبتوں کے پھل کھائے ہیں کسی شاعر نے جبھی یہ کہا ہوگا۔

مٹ نہیں سکتے اوصافِ حمیدہ کے اثر
نقش رہ جاتے ہیں، انسان گذر جاتے ہیں

میں ان کے لئے بہت دعا کرتی ہوں اور رشک کرتی ہوں کہ دنیا میں ایسی ایسی ہستیاں بھی ہوتی ہیں جو خاموشی سے خدمت دین کئے جاتی ہیں اور ڈھیر ساری خوبیاں رکھنے کے باوجود ہرگز نمود و نمائش اور بڑائی کا رنگ نہ رکھتی ہوں اللہ اور اس کے بندوں کی ہر دلعزیز ہوں۔

اے خدا تو ان کے سارے بچوں کو بھی اور آپ کو بھی صبر و رضا عطا کر اور ہمیشہ آپ سب پر اپنے فضلوں کا سایہ رکھ۔ آپ تو ایک مثال ہیں رضا برضا کی، آپ کے بھائی صاحب نے ہم سب کو بتا دیا ہے۔ آپ اپنا خیال رکھا کریں اور دعاؤں میں ہم سب کو یاد رکھیں۔

OOO

تعارف

سہ ماہی النحل

(مجلس انصار اللہ امریکہ)

انگریزی زبان میں شائع ہونے والے اس سہ ماہی جریدے النحل کا گرمیوں 1997ء کا شمارہ جلد نمبر8 اور شمارہ نمبر3 زیر نظر ہے۔ اس کے ایڈیٹر مکرم مجید اے میاں صاحب اور سید ساجد احمد صاحب ہیں۔ جبکہ ایڈیٹوریل بورڈ کے اراکین میں مکرم مولانا ایم اے چیمہ صاحب، مکرم رشید ایس اعظم صاحب اور مکرم یوسف اے لطیف شامل ہیں۔ رسالے کے انچارج مکرم کریم اللہ زیروی صاحب صدر مجلس انصار اللہ امریکہ ہیں۔

اس کے مضامین کی فہرست درج ذیل ہے۔ ایک اور بابرکت سال، اداریہ، انٹرنیشنل بیعت 1997ء کے موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا خطاب، حضرت بھائی عبدالرحمان قادیانی یہ ترجمہ ہے مکرم ڈاکٹر رشید اعظم صاحب کا اس مضمون کے ساتھ حضرت بھائی صاحب کی پورے صفحے کی تصویر بھی دی گئی ہے جو آپ کے دورہ یورپ 1924ء کے دوران اتاری گئی تھی۔ بارہ صفحات پر مشتمل اس مضمون میں حضرت بھائی صاحب کی ایک اور پورے صفحے کی تصویر شامل ہے جس میں آپ بیت الدعا میں بڑے الحاح کے ساتھ دعا میں مشغول ہیں۔ ایک تیسری تصویر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی اور دورہ یورپ 1924ء کے شرکاء کی ہے۔ اس میں حضرت بھائی صاحب تصویر میں بائیں طرف فرش پر تشریف فرما ہیں۔

چار صفحے کے ایک اور مضمون میں مکرم سید ساجد احمد صاحب نے اپنے والد محترم سید سجاد حیدر صاحب (1922-1990) کا ذکر خیر کیا ہے۔ مضمون کے اختتام پر محترم سید سجاد حیدر صاحب کی تصویر بھی دی گئی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی مشہور نظم ہے دست قبلہ نما.... کا انگریزی ترجمہ مکرم ڈاکٹر رشید اعظم صاحب نے کیا ہے۔ اور آخر میں بلڈ پریشر کے بارے میں ایک مضمون ایک امریکی طبی جریدے کے شکریہ کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔

رسالے کا ٹائٹل حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی رنگین تصویر سے مزین ہے جبکہ پشت پر نارتھ نیوجرسی مجلس انصار اللہ کے پہلے سالانہ اجتماع کے شرکاء کی صدر مجلس انصار اللہ مکرم کریم اللہ زیروی صاحب کے ساتھ رنگین تصویر شائع کی گئی ہے۔

اس رسالہ کے شائع ہونے کے مقام کا پتہ یہ ہے۔

Bait ul Wahid
291 Crooks Ave
Clifton NJ07011

(ی۔ ں۔ ش)

OOO

O

منزل ہی کوئی، نے کوئی جادہ
کیسی تمنّا، کیسا ارادہ

کیسے ہمارا ہو گا گزارہ
تنگیٔ داماں! دل ہے کشادہ

مشکل بہت ہے پہچان اپنی
رنگیں طبیعت، سادہ لبادہ

بس میں نہیں ہے عصیاں سے رُکنا
سو بار توبہ، سو بار اعادہ

نشّہ ہے ساقی! آنکھوں میں تیری
کیا ہے یہ مینا، کیا ہے یہ بادہ

ہم آشنا ہیں راہِ وفا سے
ہم سے کریں راہرو استفادہ

ناہیدؔ یہ بات اچھی نہیں ہے
حسنِ عمل کم، باتیں زیادہ

عبدالمنان ناہید

تم اس کی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

احمدیت کے مستقبل کی حفاظت کا ضامن

O حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے وقف جدید کے سال نو کا اعلان کرتے ہوئے 2 جنوری 1998ء کے خطبہ میں وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا پس وقف جدید کو آئندہ نسلوں کو سنبھالنے کے لیے استعمال کریں اور کثرت سے وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائیں خواہ تھوڑی قربانی کریں۔ لیکن ان کو شامل ضرور کریں۔"

ناظم مال وقف جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

ایران کے صدر کا امریکیوں سے خطاب

ایران کے صدر محمد خاتمی نے امریکی ٹیلی ویژن ادارے سی این این کے ساتھ پہلی بار انٹرویو میں امریکی عوام سے براہ راست خطاب کیا۔ انہوں نے امریکہ کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کی بات بھی کی لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ امریکہ سے سفارتی تعلقات قائم کرنا ابھی دور کی بات ہے۔

سی این این کی خاتون صحافی کے سوالوں کے جواب میں ایرانی صدر نے کہا کہ ایران اور امریکہ کو عدم اعتماد کی فضا کو ختم کرنا ہو گا انہوں نے کہا کہ ہم نے کبھی بھی نہ تو دہشت گردی کی حمایت کی ہے اور نہ کریں گے۔ زمین اور اپنی آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو ہم دہشت گرد نہیں کہیں گے۔ ایرانی صدر نے کہا کہ ابھی امریکہ اور ایران کے بہتر تعلقات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

کسی ایرانی صدر کا امریکیوں سے 20 سال کے بعد یہ پہلا رابطہ ہے۔ ایران کے انقلاب 1979ء کے بعد سے امریکہ اور ایران کا نہ صرف رابط منقطع ہے بلکہ شدید دشمنی اور محاذ آرائی جاری ہے۔ تاہم موجودہ صدر خاتمی جو لبرل شمار ہوتے ہیں ان کے الیکشن کے بعد سے ایران اور امریکہ میں تعلقات بہتر بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ لیکن ایران کے مذہبی پیشوا آیت اللہ خامنائی اور ایران کی قدامت پسند قیادت ابھی تک امریکہ سے تعلقات بہتر بنانے کے حق میں نہیں ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ایرانی صدر نے اپنا لب ولہجہ غیر معمولی طور پر محتاط رکھا ہے۔

ایرانی صدر نے کہا ہے کہ امریکہ نے سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد اسلام کو اپنا نیا دشمن سمجھ لیا ہے۔ امریکہ کو اپنی روش بدلنی چاہئے۔

ایرانی صدر کا انٹرویو جمعرات کی صبح سی این این سے نشر کیا گیا۔ عالمی ذرائع ابلاغ نے اپنی خبروں میں اس کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔

صدر خاتمی نے انقلاب ایران کے آغاز میں تہران میں امریکی سفارت کاروں کو یرغمال بنائے جانے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں امریکی عوام اس سے دل برداشتہ نہیں ہوئے ہوں گے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ایرانی حکومت اور میں امریکی پرچم کو آگ لگانے کے حق میں نہیں ہیں یہ قومی وقار کا معاملہ ہے۔

دہشت گرد تنظیموں کی ایران کی طرف سے سرپرستی اور ان کو مالی امداد فراہم کرنے کا الزام ایران کے خلاف کئی سالوں سے مسلسل اور شدت سے لگایا جا رہا ہے اور اسی وجہ سے ایران کو دہشت گردوں کا ساتھی قرار دیا جاتا ہے۔

ایران صدر سے سی این این کی خاتون نمائندہ نے اس بارے میں سوال کیا تو صدر خاتمی نے جواب دیا کہ اگر حکومت کے نوٹس میں کوئی ایسی بات آئی تو یقیناً ایسی تنظیموں کے خلاف یا افراد کے خلاف جو مالی امداد فراہم کر رہے ہوں گے سختی سے نمٹا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایران دنیا بھر میں ہونے والی کسی بھی دہشت گردی کے خلاف ہے۔ تاہم ایرانی صدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ زمین کی آزادی یا اپنی آزادی کی خاطر جدوجہد کو دہشت گردی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ آزادی کے سوا کسی اور مقصد کے لئے لوگوں کا قتل دہشت گردی ہے۔ جس کی ایرانی حمایت نہیں کرتے۔

صدر خاتمی نے کہا کہ میرے خیال میں ابھی امریکی حکومت یا حکام سے مذاکرات کا وقت نہیں آیا۔ اور نہ ہی میں اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ میں دانشوروں، صحافیوں، سیاحوں اور فنکاروں کے ایک دوسرے کے ملکوں کے دورے کی حمایت کرتا ہوں کہ وہ ان نئے حالات کا جائزہ لے سکیں اور حکام کو یہ موقع فراہم کر سکیں کہ وہ حالات کو معمول پر لانے کے اقدامات کر سکیں۔

صدر خاتمی نے عیسائی برادری اور امریکیوں کو نئے سال کی مبارک باددی اور امریکی عوام کی تہذیب اور جمہوری پالیسیوں کی تعریف کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی پالیسیاں امریکی عوام کے خیالات سے متصادم ہیں۔

○○○

صدر خاتمی کے انٹرویو پر رد عمل

بی بی سی اور سی این این کے مطابق امریکی حکام نے صدر خاتمی کے انٹرویو پر بڑے محتاط انداز میں رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ اور ایرانی صدر کے خطاب کو دلچسپ قرار دیا ہے۔ امریکہ دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ ان معاملات پر بات ہونی چاہئے۔ جن کی وجہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہوئے۔ بی بی سی کی قاہرہ کی نامہ نگار نے کہا کہ اگرچہ اس انٹرویو میں کوئی نئی بات نہیں تاہم بذات خود یہ بات اہم ہے کہ ایران کے کسی صدر نے امریکی عوام سے براہ راست بات کی ہے۔ ایک سال پہلے تک تو اس بات کا بھی کوئی تصور نہیں ہو سکتا تھا۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ صدر خاتمی کے انٹرویو پر ایران کے سخت گیر عناصر خاصے ناراض ہیں۔ اور وہ ایک نیا شدید رد عمل ظاہر کریں گے۔ تاہم ان کے اس خطاب سے لاکھوں ایرانیوں میں گرم جوشی بھی پیدا ہوئی ہے۔

تہران ریڈیو نے صدر خاتمی کے انٹرویو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ انٹرویو دنیا میں ایران کے بارے میں منفی تصور دور کرنے کی کوشش ہے۔ یہ تصور صیہونی میڈیا نے دنیا بھر میں پھیلا رکھا ہے۔

وہائٹ ہاؤس کے ترجمان نے انٹرویو کے مندرجات پر مایوسی ظاہر کی اور کہا کہ ایرانی رہنما دونوں ملکوں کے عوام کے درمیان رابطوں کی بات کرتے ہیں لیکن دونوں ملکوں کی حکومتوں کے درمیان رابطے کی کوئی بات نہیں کرتے۔ بی بی سی نے کہا کہ امریکی عوام نے اس انٹرویو پر مثبت رد عمل کا مظاہرہ نہیں کیا۔

ہماری تاریخ (آمنہ خاتون سالٹ پانڈ- گولڈ کوسٹ) الفضل ستمبر 1956

خواجہ غلام نبی صاحب- سابق ایڈیٹر الفضل

پچھلے دنوں اخبار الفضل سے مکرم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر اخبار الفضل کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت صدمہ اور افسوس ہوا اور موصوف کی بعض خاص صفات اور خوبیاں آنکھوں کے سامنے آگئیں۔ ان کی زندگی کے تفصیلی حالات کا پورا علم تو ان کے احباب کو ہو گا اور ممکن ہے کوئی مضمون اس کے متعلق اخبار الفضل میں آیا ہو۔ لیکن ان کی چند ایک صفات جو خصوصیت سے مشاہدہ میں آئیں ان کا ذکر کرتی ہوں۔

محلہ دار الرحمت قادیان میں ہمارا اور ان کا مکان بالکل قریب قریب تھا اور ایک طویل مدت تک بہت قریبی ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ان کے اور ہمارے گھرانے کے آپس میں گہرے تعلقات رہے۔ سب سے نمایاں صفت جو سالہا سال تک خواجہ صاحب کی ذات میں خاص طور پر دیکھی گئی یہ تھی کہ ہمسایوں کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا رہا اور اتنے لمبے عرصہ میں مجھے ایک واقعہ بھی ایسا یاد نہیں کہ انہیں کسی ہمسایہ کے ساتھ کبھی جھگڑتے یا تلخ کلامی کرتے دیکھا گیا ہو۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ ہمیشہ نرمی، سنجیدگی اور وقار کے ساتھ پیش آتے۔

پھر ان کی یہ صفت بھی خصوصیت سے دیکھی گئی۔ کہ صبر و توکل اور قناعت ان میں کمال درجہ کی تھی۔ گھر میں دو بیویوں اور خدا کے فضل سے متعدد بچوں کے اخراجات کی ذمہ داری کے باوجود قلیل اور محدود آمدنی کی وجہ سے ہمیشہ تنگی اور تکلیف سے گزر اوقات ہوتی تھی اور عموماً معمولی اور سادہ غذا اور سادہ لباس پر ہی شاکر و قانع رہتے۔

آپ نے اپنی والدہ کی خواہش کی بناء پر اپنے بھائی کی بیوہ سے دوسری شادی کی تھی اور پھر دوسری شادی کے بعد دونوں بیویوں کے ساتھ ہمیشہ عدل و انصاف کو قائم رکھا اور اس بات کو اس حد تک نبھایا کہ ایسی مثالیں بہت کم ملیں گی۔ ان کے انصاف اور حسن تدبیر کا نتیجہ تھا کہ ان کی دونوں بیویاں ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اور باوجود اس بات کے کہ گھر میں اخراجات کی تنگی رہتی تھی آپس میں ہمیشہ محبت اور سلوک سے گذارہ کرتی تھیں حتیٰ کہ ایک دوسری کی عدم موجودگی میں بھی ایک کو دوسری کی مخالفت اور شکایت کرتے نہیں سنا تھا۔

ایک اور بات جس کو حتی الامکان بڑی پابندی سے ادا کرتے تھے وہ قربانی تھی۔ اور اس خیال سے کہ وقت پر قربانی کے لئے جانور خریدنے کی استطاعت نہیں سال دو سال پہلے ہی چھوٹا بکری کا بچہ یا دنبہ لے کر پالتے۔

میرا بھائی عزیزم حافظ مسعود احمد ابھی چھوٹا ہی تھا جب اس نے کلام الٰہی حفظ کر لیا تھا اس کی اس کے بچپن سے ہی بہت عزت و تکریم کرتے۔ ان کی اہلیہ محترمہ اکثر ذکر کیا کرتیں کہ ایڈیٹر صاحب گھر میں اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ بھائی جی کے لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی کے حفظ کرنے کی نعمت سے نوازا ہے اور پھر رشک کرتے کہ کاش میرا کوئی لڑکا بھی کلام الٰہی کا حافظ ہوتا۔

آپ نے ربع صدی سے بھی زیادہ عرصہ اخبار الفضل کی ادارت کے اہم کام کو نہایت محنت اور خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ کئی دفعہ دفتر کا کام گھر میں بھی گھنٹوں لگاتار کرتے اور اکثر رات کو بھی دیر تک مصروف رہتے۔ اور غالباً زیادہ لکھنے کی وجہ سے دایاں بازو عرصہ سے کمزوری محسوس کرتا تھا۔ آپ کچھ عرصہ مصباح کے بھی ایڈیٹر رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے، ان کی بیویوں اور بعض بچوں کا جو ابھی بظاہر بے سہارا ہیں خود کفیل اور حافظ و ناصر ہو۔

○○○

امداد طلباء
مخیّر احباب کی خدمت میں
ضروری گذارش

شعبہ امداد طلبا اس وقت انتہائی اعانت کا محتاج ہے۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اس شعبہ کے وظائف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ تعلیم جو کہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات و صدقات شعبہ امداد طلباء کے لئے بھجوائیں تاکہ ضرورت مند طلباء کی حسب ضرورت امداد کی جاسکے۔

امید ہے تمام مخیر احباب اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ رقم بد امداد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔

(نگران امداد طلباء)

مقابلہ مضمون نویسی خدام الاحمدیہ

○ سہ ماہی اول میں خدام کے لئے مقابلہ مضمون نویسی کے لئے عنوان "تقویٰ اور اس کے حصول کے ذرائع" مقرر کیا گیا ہے۔ اس عنوان پر کم از کم 5 تا 7 فل سکیپ صفحات پر مضمون لکھ کر جلد مرکز بھجوائیں مرکز میں مضمون پہنچنے کی آخری تاریخ 15 جنوری 98ء ہے۔

قائدین سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خدام کو اس مقابلہ میں شریک کریں۔

(مہتمم تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان داخلہ

○ پنجاب۔ آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے ڈومیسائل رکھنے والے طلبہ کے لئے نیشنل کالج آف آرٹس (NCA) لاہور نے مندرجہ ذیل پروگراموں میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔
1۔ آرکیٹیکچر 2۔ فائن آرٹس 3۔ ڈیزائن (گرافک۔ ٹیکسٹائل۔ پروڈکٹس۔ سیرامکس) عمر کی حد زیادہ سے زیادہ 22 سال ہے۔ داخلہ سے قبل ایک رجحان ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہوگا جس میں فری ہینڈ ڈرائنگ کا ٹیسٹ شامل ہے۔ آرکیٹیکچر کے طلباء مندرجہ بالا ٹیسٹ کے علاوہ میتھ کا ٹیسٹ بھی دیں گے۔ داخلہ فارم وغیرہ کالج سے 200 روپے یا 225 کا منی آرڈر ارسال کرکے منگوائے جاسکتے ہیں۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 24 جنوری 98ء ہے۔
چند سیٹیں سارے پاکستان کی بنیاد پر سیلف فنانس کی بنیاد پر بھی آفر کی جارہی ہیں۔

احمدی طالبات متوجہ ہوں

○ وہ تمام احمدی طالبات جو کسی مخلوط تعلیمی ادارہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں وہ داخلہ لینے سے قبل اس بات کا جائزہ لے لیں کہ مطلوبہ مضمون / کورس کسی ایسے تعلیمی ادارے میں کیا جائے جہاں مخلوط تعلیمی نظام نہ ہو بلکہ صرف طالبات زیر تعلیم ہوں۔ اگر ایسا تعلیمی ادارہ میسر نہ ہو تو پھر مخلوط تعلیمی ادارہ میں داخلہ سے قبل حضرت صاحب سے باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت لینی لازمی ہے۔ اجازت حاصل کرنے کے لئے درخواست فارم نظارت تعلیم سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ فارم پر کرکے واپس نظارت تعلیم کو بھجوائیں۔
اسی طرح ایسی احمدی طالبات جو لاعلمی کے سبب بغیر اجازت صاحب صاحب کسی مخلوط تعلیمی ادارہ میں داخلہ لے چکی ہیں۔ ان کے لئے لازمی ہے کہ وہ فوری طور پر نظارت تعلیم سے درخواست فارم حاصل کرکے اسے پر کریں اور واپس نظارت تعلیم کو بھجوائیں تا حضرت صاحب کی خدمت میں کیس پیش کیا جاسکے۔
(نظارت تعلیم)

اعلان

○ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام کے قائم کردہ ادارہ "انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" جو اٹلی کے شہر TRIESTE میں واقع ہے کا نام تبدیل کرکے "عبدالسلام سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس" رکھ دیا گیا ہے
اس کا ایڈریس یہ ہے
ABDUS SALAM CENTRE FOR THEORETICAL PHYSICS P.O Box586,34100-TRIESTE- ITALY
(نظارت تعلیم)

ہماری تاریخ

الفضل 29 جنوری 1960ء

علم انعامی کے معیاروں کے مطابق

نمایاں کام کرنے والی مجالس خدام الاحمدیہ

مورخہ 23۔ جنوری بروز ہفتہ جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کے پہلے اجلاس میں محترم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے مندرجہ ذیل اعلان فرمایا۔
مجلس خدام الاحمدیہ کے سال 59۔58ء میں علم انعامی کے معیاروں کے مطابق مندرجہ ذیل مجالس شہری اور دیہاتی۔ اول۔ دوم اور سوم قرار پائی ہیں۔ مجموعی طور پر تمام مجالس میں سے اول مجلس راولپنڈی ہے۔ جو کہ علم انعامی کی حقدار ہے۔ اور علاوہ علم انعامی کے اول معیار کی سند بھی دی جائے گی۔ اور مجلس کراچی دوم قرار پائی۔ مجلس راولپنڈی نے اس سال گذشتہ سال کی نسبت نمایاں کام سرانجام دیئے۔ دیہاتی مجلس میں سے مجلس کرونڈی ضلع خیرپور اول اور مجلس بشیر آباد اسٹیٹ ضلع حیدر آباد نے دوم پوزیشن حاصل کی۔ مجلس بشیر آباد اسٹیٹ نے گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی کی ہے۔

شہری مجالس

راولپنڈی اول۔ 81/100
کراچی دوم۔ 75
لائل پور سوم۔ 64

دیہاتی مجالس

کرونڈی اول۔ 72
بشیر آباد اسٹیٹ دوم۔ 66
چک ج۔ ب /121 گوکھووال۔ سوم 56
راولپنڈی۔ علم انعامی اور سند معیار اول شہری
کراچی۔ صرف سند معیار دوم شہری
کرونڈی۔ صرف سند معیار اول دیہاتی
بشیر آباد سٹیٹ۔ صرف سند معیار دوم دیہاتی
نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

○○○

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 12- جنوری- 1998ء
درجہ حرارت کم از کم 10 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ پنجاب کے دارالحکومت لاہور کی مصروف ترین میکلوڈ روڈ پر واقع مومن پورہ قبرستان میں تین دہشت گردوں کی فائرنگ سے مجلس عزا میں شریک 22- افراد جاں بحق اور 60 زخمی ہو گئے ہیں۔ قاتل مسلسل آگ برساتے رہے۔ ہر طرف روزہ داروں کا خون پھیل گیا۔ خواتین بھی زد میں آگئیں۔ ایک خاتون اور بچہ بھی ہلاک ہو گیا۔ کئی زخمیوں کی حالت نازک ہے۔ فائرنگ کے وقت علماء حضرات کے گن مین بھاگ گئے۔ اور کوئی جوابی کارروائی نہ کی۔ دہشت گرد اطمینان سے فرار ہو گئے۔

○ سانحہ مومن پورہ قبرستان میں مرنے والوں کی تعداد خبر رساں ایجنسیوں اور اخبارات نے مختلف بیان کی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ اے پی پی 19 ' بی بی سی 18 ' ریڈیو پاکستان 15 ' پی ٹی وی 22 ' اے این آئی 24 ' روزنامہ پاکستان 25 نوائے وقت 22 اور روزنامہ دن نے بھی 22 بیان کی ہے۔

○ لاہور میں ہونے والی یہ بدترین دہشت گردی تھی۔ دہشت گردوں نے پہلے قبرستان کے باہر پھول بیچنے والے شخص ایک ملنگ اور فقیر کو نشانہ بنایا پھر تبرک بانٹنے والے تین افراد کو قتل کر کے مجلس عزا کے شرکاء پر فائرنگ کر دی۔ خواتین اور بچوں کی دلدوز چیخوں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ ایک گھنٹہ تاخیر سے پہنچنے والی پولیس کو لوگوں نے قبرستان میں داخل نہ ہونے دیا۔ لوگوں نے نعشیں اور زخمی لوگوں کو خود ہسپتالوں میں پہنچایا۔

○ سانحہ مومن پورہ قبرستان کے بعد شہریوں نے زبردست احتجاج کے دوران پولیس چوکی کے علاوہ متعدد گاڑیاں نذر آتش کر دیں۔ پولیس چوکی کا سامان مکمل طور پر جل گیا۔ مشتعل مظاہرین نے بینکوں ' دوکانوں ' ہوٹلوں پر پتھراؤ کر کے شیشے اور سائن بورڈ توڑ دیئے۔ پولیس نے مزاحمت نہیں کی۔ لکشمی چوک سے اسٹیشن ' میو ہسپتال مال روڈ پر ٹریفک معطل ہو گئی۔ مظاہرین حکومت کے خلاف نعرے لگاتے رہے۔ لیگی رہنماؤں کی پٹائی کی گئی۔ صوبائی وزیر میاں معراج اور اختر رسول رکن صوبائی اسمبلی بھاگ کر قریبی عمارت میں چھپ گئے۔ خواجہ ریاض پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ کی مظاہرین نے پٹائی کر دی۔

○ سانحہ مومن پورہ قبرستان پر تحریک جعفریہ نے دس روز تک سوگ منانے کا اعلان کیا ہے۔ تحریک جعفریہ پنجاب کے صدر علامہ سید واجد نقوی نے کہا ہے کہ جہاں جیلیں اور محافظ بکتے ہیں اور دہشت گردوں کو پکڑنے کی بجائے گرفتار شدہ دہشت گردوں کو فرار کرایا جاتا ہے وہاں کس سے انصاف طلب کیا جائے علامہ ساجد نقوی نے کہا ہے کہ دہشت گردی حکومت کے منہ پر طمانچہ ہے۔ اور ملک کو الجزائر جیسے حالات سے دوچار کرنے کی سازش ہے۔

○ شیعہ رہنماؤں نے کہا ہے کہ خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے

○ روزنامہ دن کی ایک خبر کے مطابق لشکر جھنگوی کے سالار اعلیٰ محمد ریاض بسرا نے لاہور میں سانحہ قبرستان مومن پورہ کے واقعہ کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے ٹیلی فون پر اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کہا ہے کہ جب سنی مسلمانوں کی مساجد پر حملے ہوں گے۔ تو پھر مخالف فرقے کی عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ حکومت نے ہمارے علماء اور کارکنوں کے قاتلوں کو شریک اقتدار کر کے بدترین ظلم کیا ہے۔ اب ہمارے پاس انتقام کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہمارے کسی بھی کارکن کو سزا ہوئی تو اس کا ہم بدلہ لیں گے۔ یہ واقعہ ڈیرہ غازی خان میں پولیس کے ہاتھوں لشکر جھنگوی کے رہنما قاری اللہ وسایا کی مظلومانہ شہادت کا بھی ردعمل ہے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے مومن پورہ قبرستان میں دہشت گردی کے افسوسناک واقعہ پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملزموں کی گرفتاری کے لئے جنگی بنیادوں پر کام کیا جائے۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ دہشت گردوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہائی کورٹ کے ایک جج سے تحقیقات کرائی جائے گی۔ عدالت عالیہ 15 روز میں رپورٹ تیار کرے گی۔

○ تین سال کے دوران رمضان المبارک میں دہشت گردی کا یہ تیسرا واقعہ تھا۔ 1996ء میں 28 رمضان المبارک کو بھائی پھیرو کے نزدیک بس کے اندر ہونے والے بم دھماکہ میں درجنوں افراد مارے گئے تھے۔ 17 جنوری 1997ء کو رمضان المبارک میں سیشن کورٹ لاہور میں ہونے والے ہولناک بم دھماکہ کے دوران سپاہ صحابہ کے مولانا ضیاء الرحمان فاروقی سمیت 21- افراد جاں بحق ہوئے۔ جبکہ 11 جنوری 1998ء میں 12 رمضان المبارک کو مومن پورہ قبرستان لاہور میں ہونے والے سانحہ میں دو درجن افراد ہلاک اور بیسیوں زخمی ہوئے ہیں۔

○ ملتان میں بوہڑ گیٹ کی مسجد معاویہ کے قریب بم دھماکہ سے پانچ افراد زخمی ہو گئے اور عمارتیں لرز گئیں۔

○ وزیراعلیٰ کی کھلی کچہری میں ہنگامہ اور ہلڑ بازی کرتے ہوئے لوگ سٹیج پر چڑھ گئے۔ کھلی کچہری کو مچھلی منڈی میں بدل دیا گیا۔ پولیس کی بھاری نفری بھی صورتحال سنبھالنے میں ناکام ہو گئی۔

○ وزیراعظم نواز شریف نے یقین دلایا ہے کہ ملک بھر میں نظام صلوٰۃ کو دوبارہ مؤثر انداز میں نافذ کیا جا رہا ہے۔ جلد ہی ناظمین صلوٰۃ مقرر کر کے صلوٰۃ کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔

○ امریکہ میں بھی بھٹو خاندان کے کھاتوں اور جائیدادوں کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔

○ ایران نے الزام لگایا ہے کہ الجزائر میں قتل عام کی ذمہ دار وہاں کی حکومت ہے۔

○ صدر کلنٹن نے خلیج سے امریکی فوج واپس بلانے کا عراقی مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔

○ کشمیری حریت پسند فاروق کھوکھر کو 12 ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔

○ وفاقی وزیر بجلی راجہ نادر پرویز نے کہا ہے کہ بجلی چوروں میں 90 فیصد صنعتکار ہیں۔ مگرمچھوں سے پائی پائی وصول کی جائے گی۔

○ شمالی چین میں شدید زلزلہ سے سینکڑوں ہلاک و زخمی ہو گئے ہیں۔

○ زمین کے گرد غبارے میں بیٹھ کر دو مہم جو میکسکو ریاست سے روانہ ہوئے تھے۔ ان کی یہ مہم ناکام ہو گئی ہے۔

○ جرمنی میں بے روزگاری ریکارڈ حدوں تک پہنچ گئی ہے قریباً 45 لاکھ جرمن بے روزگار ہیں۔ اسی طرح کینیڈا میں بھی بے روزگاری کی شرح بڑھ گئی ہے۔

○ پاپائے روم نے عراق کے خلاف پابندیوں کی مخالفت کر دی ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے میاں نواز شریف کے خلاف ریفرنس درج کراتے ہوئے کہا ہے کہ میں اللہ کے حکم پر آواز بلند کر رہی ہوں۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ فرقہ واریت ہمارے معاشرے کا ناسور ہے۔

○ نیویارک ٹائمز میں سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر آصف علی زرداری کے دوران کرپشن کے سلسلے میں تفصیلی رپورٹ شائع کی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ بے نظیر اور زرداری نے ہر سرکاری سودے پر کمیشن لیا۔ زرداری کی کرپشن کی داستانیں دفاعی سودوں بجلی کے منصوبوں۔ نجکاری۔ براڈ کاسٹنگ۔ چاول کی برآمد۔ طیاروں کی خریداری اور تیل گیس کے پرمٹوں تک پھیلی ہوئی ہے۔

تبادلہ پلاٹس
سرگودھا شہر کے سکنی و کمرشل پلاٹس کے تبادلہ میں ربوہ • اسلام آباد • راولپنڈی میں زرعی، سکنی و کمرشل پلاٹس درکار ہیں۔
رابطے:۔
• سرگودھا: فخر اسٹیٹ ایجنسی - فخر احمد
موبائل: 7750609-0341/212464
• راولپنڈی۔ اسلام آباد:
لیڈرز محمد احمد خان
فون دفتر: 552388 رہائش 593883
• ربوہ: پولٹری ماسٹر خالد۔ زاہد
فون دفتر: 213115

★ باتصویر احمدی جنتری 1998ء
صفحات 60 (از قلم شیخ عبدالماجد) قیمت/16 روپے
★ فکر اقبال اور تحریک احمدیہ
516 صفحات (از قلم شیخ عبدالماجد) قیمت/175 روپے
• افضل برادرز ربوہ • احمدیہ ہال کراچی
• دارالذکر لاہور۔ فیصل آباد
شیخ عبدالماجد - 381 ڈی پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی
لاہور کینٹ ☎ 5814761

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
☎ دوکان: 212515 رہائش: 212300

جرمن سیلڈ ہومیو پیتھک ادویات متعلقہ سامان اور 117 ادویات کا خوبصورت بریف کیس تھوک و پرچون میں دستیاب ہے۔
ایف بی ڈسٹری بیوٹرز راجیکی روڈ ربوہ
☎ : 766

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ایکسچینج
آفس A-6 گیلری 4 ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730288
رہائش: 726524
پروپرائٹر ملک عبدالسمیع
موبائل: 661524-0300

ہمارے فی
شعبہ تشخیص و تجویز
ہمارے دواخانہ میں تجربہ کار اطباء کرام کی زیر نگرانی تشخیص و تجویز کا سلسلہ جاری ہے اگر آپ یا آپکے کوئی عزیز کسی مرض میں مبتلا ہوں راولپنڈی اور گرد و نواح کے حضرات تسلی بخش علاج کیلئے مطب میں تشریف لائیں اور مفت مشورہ حاصل کریں اور جو حضرات کسی وجہ سے دواخانہ میں نہ آ سکتے ہوں، جوابی لفافہ بھیج کر تشخیص فارم طلب کریں۔
آپ کا خادم
ناظم اعلیٰ
دواخانہ حکیم اکمل خان فون: 429888 نزد انسفار مر چوک صادق آباد راولپنڈی